AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 187-202
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

دینی مقدسات کی حرمت: منتخب مغربی اور مسلم ممالک کے قوانین کا تجزیاتی مطالعہ

Sanctity of Religious Reverents: An Analytical Study of Selected Western and Muslim Countries Laws

Muhammad Irfan[1], Tahir Saddique[2*]
Lecturer (Islamic Studies), Bacha Khan Medical College, Mardan, KPK, Pakistan
Assistant Professor, Department of Usool ud Din, International Islamic Universit, Islamabad, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:

Received 29 May 2021
Revised 20 June 2021
Accepted 20 June 2021
Online 30 July 2021

DOI:

Keywords:
Religious Reverents, Crimes, Western Countries, Rights of non-Muslims.

ABSTRACT

At present, in the Western world, laws regarding the sanctity of religious holiness are seen as an obstacle to freedom of expression, which is why many international organizations are seeking to remove these laws from the earth. However, freedom of expression does not necessarily mean that a state should leave its citizens like a shattered flock of sheep to express whatever comes to their mind even though it may cause bad blood among other citizens. In addition to Islamic countries, many Western and European countries have laws against blasphemy. Until now, many countries around the world have laws that punish the offender with blasphemy or other religious crimes such as apostasy are present. However, every country has its own set of rules by which a criminal is punished after proper trials. This article gives a brief overview on blasphemy laws, first in Western countries and then in Islamic countries.

*Corresponding author's email: tahirtahir345@gmail.com

CC BY

دینی مقدسات اور مختلف ممالک کے قوانین

ریاست چاہے الہامی مذاہب کے بنیاد اور قوانین پر قائم ہو یا پھر غیر الہامی بنیادوں پر استوار ہو، ایک بات سب میں مشترک ہوتی ہے کہ عوام کی جان، مال اور عزت و ناموس کی حفاظت اس کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضابطہ تعزیرات بنایا جاتا ہے جس میں ریاست اپنے شہریوں کی مذہبی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جرائم کی حدود اور سزاؤں کا تعین کرتی ہے۔ زمانہ قدیم سے ہر ملک اور مذہب میں مذہبی مقدسات کو احترام اور تقدس کا رتبہ حاصل ہے اور ان کی توہین کرنے والوں کے لیے مختلف سزاؤں پر مشتمل قوانین موجود ہیں۔

لیکن آج مغربی دنیا میں ان قوانین کو اظہار رائے کی آزادی میں روکاوٹ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے اور چند بین الاقوامی ادارے ان قوانین کو پوری دنیا سے ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ابھی چند سال قبل تک اسلامی ممالک کے علاوہ کئی مغربی اور یورپی ممالک میں بھی مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق قوانین موجود تھے۔ لیکن ابھی اکثر ممالک میں ان قوانین کو ختم کرنے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی چند مسلم ممالک جیسے افغانستان، مصر، ایران، کویت، ملائشیا، مالدیپ، موریطانیہ، نائیجریا، پاکستان، قطر، سعودی عرب، صومالیہ، سوڈان، متحدہ عرب امارات اور یمن میں مذہبی مقدسات کی توہین یا ارتداد وغیرہ کی صورت میں مجرم کو مختلف سزائیں دینے کا قانون موجود ہے۔[1]

اسلامی ممالک کے علاوہ بعض دیگر ممالک میں بھی بلاس فیمی سے متعلق جرائم پر مجرم کو قید کرنے یا مالی طور پر جرمانہ کرنے کے قوانین نافذ العمل رہے ہیں جیسے آسٹریا، ڈنمارک، فن لینڈ، یونان، اسرائیل، اٹلی، اردن، نیدرلینڈ، ترکی اور برطانیہ، آئرلینڈ اور ناروے۔ اگرچہ بعض ممالک میں اب ان قوانین پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔[2]

زیر بحث مقالے میں مغربی ممالک اور بعض مسلم ممالک میں بلاس فیمی (توہین مذہب) کے قوانین کا مختصراً جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مغربی ممالک میں بلاس فیمی سے متعلقہ قوانین:

مغربی ممالک خصوصاً برطانیہ میں صرف مسیحی مذہب کی توہین کو جرم قرار دیا جاتا ہے اور بلاس فیمی کے قانون کا اطلاق توہین مسیح کے علاوہ کسی پر لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ ہالسبری لاز آف انگلینڈ (Hals bury Laws of England) میں یہ تصور میں موجود ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

> بلاس فیمی، کامن لاء میں ایک ایسا واضح اور نمایاں قانون ہے جو کسی ایسی شائع شدہ تحریر پر مشتمل ہو جس میں دینِ مسیحیت اور بائبل کے متعلق اس قدر سخت الفاظ، گندی گالیاں اور بازاری زبان استعمال کی گئی ہو کہ بحث و اختلاف کی تمام حدود پھلانگ دی جائیں اور نقصِ امن کا احتمال پیدا ہو جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسیحی مذہب اور کتابِ مقدس کے متعلق فحش الفاظ زبانی کہے جائیں یا لکھ کر کہے جائیں دونوں صورتوں میں توہین ہے، البتہ تحریری صورت میں توہین خلافِ قانون جرم تصور ہو گا۔[3]

اس تعریف سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صرف خدا، عیسیٰ، بائبل اور مسیحی مذہب کی توہین بلاس فیمی کے زمرے میں شامل ہے۔ اس دعویٰ کی سب سے بڑی دلیل 1978ء میں "Gay News" کے ایڈیٹر ڈینس لی مون (Denis Lemon) کے خلاف فیصلہ (Whiteman Vs Lemon AC-617) میں فاضل جج کے ریمارکس ہیں:

> "The law is clear: Every publication is said to be blasphemous which contains any contemptuous, reviling, scurrilous or ludicrous matter relating to God, Jesus Christ,

or the Bible, or the formularies of the Church of England as by law established."[4]

ترجمہ: "یہ قانون بہت واضح ہے، ہر وہ تحریر گستاخانہ قرار دی جائے گی جو خدا، حضرت عیسیٰ اور بائبل یا چرچ برطانیہ کے مقررہ رسومات کے خلاف بے ادبی، گستاخانہ، معاندانہ، مضحکہ خیز یا آزاد خیالی اور بے راہ روی پر مشتمل ہو۔"

"The Concise Oxford Dictionary of World Religions" میں بلاس فیمی کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Blasphemy (GK., 'speaking evil'). Impious or profane talk, especially against God; and in many Western legal systems, the offence of reviling God or Jesus Christ or an established church."[5]

ترجمہ: "بلاس فیمی (یونانی لفظ: برائی کے ساتھ یاد کرنا) فاسقانہ اور بے حرمتی کے ساتھ بات کرنا خصوصاً خدا کے متعلق، اور اکثر مغربی قانونی نظام میں خدا یا عیسیٰ علیہ السلام اور گرجاگھر کی توہین اور بے حرمتی کا جرم مراد لیا جاتا ہے۔"

سید ابوالحسن علی ندوی (متوفی 1999ء) نے بلاس فیمی کے اس محدود دائرے کو درج ذیل پیرائے میں بیان کیا ہے:

"جس وقت ایوانِ اقتدار پر چرچ کا غلبہ تھا تو کسی کو بھی مذہب اور چرچ کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں تھی اور ان دونوں کی توہین اور بے حرمتی کی صورت میں سزائے موت دی جاتی تھی۔ مسیحیت سے اختلاف رکھنے والوں کا خون مباح تھا۔ اربابِ کلیسا کے نام پر ان کی جائیدادیں ضبط کر لی جاتی تھیں۔ ان "مرتدوں" کو سزائیں دینے کے لئے الگ عدالتیں قائم کی گئیں۔ تین لاکھ سے زائد افراد کو سزائیں دی گئیں اور 32 ہزار لوگ آگ میں جلا دیئے گئے۔"[6]

ایک دوسری جگہ مسیحی عقائد کے مخالفین کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہیئت و طبیعات کے عالم برونو مسیحی عقائد کے برعکس کرہ ارض کے علاوہ دیگر دنیاؤں کا قائل تھا۔ محکمہ احتساب نے اس کے لئے نرم سزا کہ خون کا ایک قطرہ زمین پر نہ پڑے (آگ میں جلایا جائے) کی سفارش کی اور 1600ء میں زندہ جلا دیا گیا۔"[7]

گزشتہ صدی سے آزادی اظہار رائے کی مختلف تحاریک نے زیادہ قوت کے ساتھ مذہبی شعائر کی توہین سے قوانین کے خلاف اپنی آواز بلند کی جس کی وجہ سے اکثر ترقیافتہ ممالک نے ان قوانین کو رفتہ رفتہ تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ بعض ممالک نے سزا کی مقدار میں خاصی تبدیلیاں کیں۔

چنانچہ اگر تمام ممالک کی قوانین پر نظر دوڑائی جائے تو اس وقت سات ممالک ایسے ہیں جہاں بلاس فیمی لاز کے تحت توہین کرنے والے مجرم کو سزائے موت دی جاسکتی ہے، ان ممالک میں نائجیریا، ایران، پاکستان، افغانستان، سعودی عرب، صومالیہ اور موریطانیہ شامل ہیں۔

پچپن (55) کے قریب ممالک ایسے ہیں جہاں اس جرم کی سزا قید مقرر ہیں ان میں انڈیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، جرمنی، روس، ترکی، مصر، اور سوڈان شامل ہیں، جبکہ 22 ممالک ایسے ہیں جہاں اگرچہ قوانین موجود ہیں تاہم ان پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ جیسے فلپائن، ساؤتھ افریقہ، اسپین، آسٹریلیا، جبکہ ساتھ (7) ممالک میں توہین مذہب سے متعلقہ قوانین کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ ان ممالک میں فرانس، کینڈا، یونان، ڈنمارک، ناروے، آئرلینڈ، نیوزی لینڈ، مالٹا اور آئس لینڈ شامل ہیں۔[8]

مندرجہ بالا تمہید کے بعد اب چند مغربی ممالک میں مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ قوانین کا الگ الگ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

برطانیہ کے کامن لاء میں مذہبی مقدسات کی سزا:

سولہویں صدی عیسوی سے لے کر انیسویں صدی عیسوی تک قانونِ توہین مسیح (Blasphemy Law) برطانیہ کے آئین کامن لاء

(Common Law) کا ایک حصہ تھا۔ یہ ملحد (Atheists) اور تثلیث کے منکر مؤحدین کے خلاف بطور اذیت اور عقوبت ایک قانونی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ٹیلر Taylor کیس (1676ء) کامن لاء کے بلاس فیمی میں سب سے پہلا کیس تھا۔[9]

برطانیہ کے قانون توہین مسیح (Blasphemy) کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

> "At common law, blasphemy is defined at the publication (orally or, for libel, in writing) of matter which vilifies or is contemptuous of or which denies the truth of the Christian religion or the Bible or the Book of Common Prayer and which is couched in indecent…"[10]

ترجمہ: "کامن لاء کی رو سے توہین مسیح کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کی اشاعت جو تحریری یا تقریری طور پر توہین کے زمرے میں آئے اور جو اہانت آمیز طریقہ سے یسوع مسیحؑ، مذہبِ مسیح یا کتاب مقدس انجیل کی سچائی سے انکار کر دے یا ان کے لئے ایسے نازیبا اور فحش الفاظ استعمال کئے جائیں جو پیروانِ مسیح کے لئے جارحانہ اور اشتعال انگیز ہوں، بلاس فیمی تصور ہو گی۔"

برطانیہ میں سولہویں صدی سے اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط تک عیسائیت کے خلاف بلاس فیمی کامن لاء کا حصہ رہا ہے۔ اس کی رو سے اٹھارویں صدی عیسوی تک توہین مسیح کی سزا "سزائے موت" ہی تھی لیکن اس کے بعد وہاں سزائے موت ختم کر دی گئی ہے، اور اس کی جگہ توہینِ مسیح کی سزا عمر قید قرار دی گئی۔[11]

1977ء میں ڈینس لی مون (Denis Lemon) گے نیوز (Gay News) کے ایڈیٹر نے حضرت مسیحؑ پر ایک مزاحیہ اور توہین آمیز نظم لکھی۔ اس کے خلاف برطانیہ کی عدالت میں بلاس فیمی کا مقدمہ دائر ہوا جس میں ان کے وکلاء نے یہ موقف اختیار کیا کہ ملزم نے بلاس فیمی کا ارتکاب قصداً نہیں کیا تھا بلکہ اس نے یہ بات صرف تفریح کے طور پر کہی ہے۔ لیکن جیوری نے متفقہ طور پر ملزم کے اس الزام کو مسترد کر دیا۔[12]

8 مئی 2008ء میں کریمنل جسٹس اینڈ امیگریشن ایکٹ 2008ء نے کامن لاء کے بلاس فیمی کے جرائم کی سزا منسوخ کر دی ہے اور انگلینڈ اور ویلز (Wales) میں 8 جولائی 2008ء سے اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ جبکہ سکاٹ لینڈ میں 2021ء میں بلاس فیمی سے متعلقہ تمام قوانین ختم کر دیئے گئے ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں بلاس فیمی کا قانون:

بیسویں صدی میں امریکہ کی اکثر ریاستوں میں بلاس فیمی سے متعلقہ قوانین کالعدم قرار دیے گئے ہیں۔ 2009 میں نیویارک ٹائم نے بعض ریاستوں جیسے Massachusetts, Michigan, Oklahoma, Pennsylvania, South Carolina, Wyoming کا ذکر کیا کہ ان ریاستوں میں ابتداء سے لے کے اب تک میں اب کاغذی طور پر بلاس فیمی لاز موجود ہیں اگرچہ اب ان قوانین پر عمل درآمد کافی حد متروک ہو چکا ہے۔[13] 2007ء میں پنسلوانیہ کی ریاست میں ایک فلم بنانے والے کو انہی قوانین کی وجہ سے عدالتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔[14]

امریکہ میں موجود بلاس فیمی لاء کے متعلق اسماعیل قریشی لکھتے ہیں:

"امریکی قانون کے مطابق جارحانہ طریقہ سے عیسائی مذہب پر حملہ یا اہانتِ مسیح یا مقدس صحیفوں کا تمسخر بلاس فیمی کی تعریف میں آتا ہے۔ تحریری یا تقریری اہانت بلاس فیمی ہے۔ قانون میں جن باتوں یا مواد کو توہین مسیح بتلایا گیا ہے ان میں سے کسی ایک چیز کا ارتکاب اہانت مسیح یا بلاس فیمی کی زد میں آئے گا۔"[15]

امریکہ کی مشرقی ساحلی ریاست "Massachusetts" کے جنرل لاء کے باب 272 کے سیکشن 36 میں لکھا ہے:

"Whoever willfully blasphemes the holy name of God by denying, cursing or contumeliously reproaching God, his creation, government or final judging of the world, or by cursing or contumeliously reproaching Jesus Christ or the Holy Ghost, or by cursing or contumeliously reproaching or exposing to contempt and ridicule, the holy word of God contained in the holy scriptures shall be punished by imprisonment in jail for not more than one year or by a fine of not more than three hundred dollars, and may also be bound to good behavior." [16]

ترجمہ: "جو کوئی بھی قصداً خدا کے مقدس نام کی اہانت، بے ادبی یا گستاخانہ انداز میں ذکر کرے گا، اس کی مخلوقات، سلطنت یا قیامت کے لحاظ سے غیر مؤدبانہ طریقہ اپنائے گا، حضرت عیسیٰ یا روح القدس یا مقدس صحائف کا مضحکہ خیز انداز سے ذکر کرے گا، اسے قید کی سزا جو ایک سال سے زیادہ نہ ہو یا 300 ڈالر سے کم جرمانہ کیا جائے گا اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنے کا پابند کیا جائے گا۔"

امریکہ کی ایک دوسری ریاست "Maryland" کے پبلک جنرل لاز 1879ء کے آرٹیکل 72 کے سیکشن 189 میں توہینِ مسیح کی سزا ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے؛

"اگر کوئی شخص تقریر یا تحریر سے خداوند قدوس پر لعنت کرے یا توہین کرے یا ہمارے نجات دہندہ یسوع مسیح یا عقیدہ تثلیث کے حوالے سے گستاخانہ الفاظ یا تحریری مواد پیش کرے گا تو اسے سو ڈالر جرمانہ اور 6 ماہ سے کم قید یا عدالت کی رائے پر دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ [17]

آئیر لینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

آئر لینڈ نے 1922 میں سلطنت برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ اس لیے یہاں کا قانونی نظام بھی برطانیہ کے کامن لاء کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ لہذا کامن لاء کی طرح یہاں بھی بلاس فیمی کا قانون صرف توہین عیسائیت اور توہین مسیح پر لاگو تھا۔ اس قانون کی رو سے 1703ء میں Thomas Emlyn کو ایک ہزار پاؤنڈ اور ایک سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ اس قانون کے تحت آخری مقدمہ 1855 میں چلایا گیا تھا۔ 1852ء میں اس قانون کے تحت سلطنت برطانیہ میں ایک فرانسیسی John Syngean Bridgman کی جانب سے بائبل جلانے کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔

آئیر لینڈ ترقی یافتہ مغربی دنیا میں واحد ملک ہے جہاں حالیہ دور میں توہین رسالت کے حوالے سے بلاس فیمی لاء متعارف کرائی گئی تھی۔ یہ قانون 2009 میں منظور ہوا اور اسے جنوری 2010 میں متعارف کرایا گیا۔ اس قانون کی رو سے کسی بھی مذہب کی مقدسات کے متعلق توہین آمیز مواد شائع کرنے یا توہین آمیز الفاظ کہنے پر بھاری جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے جس کی حد پچیس ہزار یورو تک ہے۔ تاہم 2018 کے ریفرنڈم کے نتیجے کے میں اس قانون کو جنوری 2020 سے ختم کر دیا گیا ہے۔ [18]

نیوزی لینڈ میں توہینِ مذہب کی سزا:

1840ء سے 1893ء تک نیوزی لینڈ میں انگلش کامن لاء کا نفاذ رہا اس عرصے میں یہاں کامن لاء میں موجود بلاس فیمی قوانین نافذ العمل رہے۔ 1893 کے بعد یہاں تعزیری ایکٹ 1893 نافذ ہوا جس میں بھی بلاس فیمی سے متعلقہ بعض قوانین موجود تھے۔ 1908 میں ایک نیا ایکٹ منظور کیا

گیا جس میں بھی بلاس فیمی سے وہی دفعات موجود تھیں۔ آخری بار 1961ء میں ایک نیا ایکٹ نافذ کیا گیا جس کے سیکشن 123 کی رو سے گستاخانہ تحریر کی اشاعت پر ایک سال سے زائد قید کی سزا مقرر کی گئی تھی۔[19]

جون 2015 میں نیوزی لینڈ کی پارلیمان نے مذہب کی توہین کے نام سے ایک نیا قانون متعارف کرایا جس کی رو سے اب ایسے جرائم کرنے والے افراد کو دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی تھی۔ تاہم بعض تحریکوں کی وجہ مارچ 2019 میں ایسے تمام قوانین کو ختم کر دیا گیا اور یوں نیوزی لینڈ ساتوں ملک بن گیا جہاں بلاس فیمی لاز کا خاتمہ کر دیا گیا۔[20]

کینیڈا میں توہین مذہب کی سزا:

کریمنل کوڈ آف کینیڈا کے آرٹیکل 296 کی رو سے بلاس فیمی کے مجرم کو دو سال تک قید کی سزا دی جا سکتی تھی۔ تاہم دسمبر 2018ء میں ایسے تمام قوانین کو سینٹ کے ایک بل کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے۔

کریمنل کوڈ کے آرٹیکل 296 کا متن حسب ذیل ہے:

> "Everyone who publishes a blasphemous liable is guilty of an indictable offence and liable to imprisonment for a term not exceeding two years."[21]

ترجمہ: "جو کوئی بھی گستاخانہ مواد یا تحریر کی اشاعت کرے گا وہ ایک نمایاں اور واضح جرم کا مرتکب ہو گا اور اسے دو سال تک قید کی سزا دی جائے گی۔"

آسٹریا میں بلاس فیمی کا قانون:

آسٹریا کے کریمنل کوڈ کے سیکشن 188 میں "مذہبی تعلیمات کی بے حرمتی" "Vilification of Religious Teachings" کے عنوان سے درج ذیل قانون موجود ہے:

> "Anyone who publicly disparages a person or thing that is the object of worship of a domestic church or religious society, or a doctrine, [or other] behavior is likely to attract legitimate offense…"[22]

ترجمہ؛ "جو کوئی بھی اعلانیہ طور پر کسی ایسے شخص یا چیز کی توہین کرے جو عبادت، چرچ یا کسی بھی مذہبی سوسائٹی یا نظام عقائد سے متعلق ہو، تو ایسے شخص کو قانونی طور پر جارح سمجھا جائے گا۔

اس قانون کے تحت 2009، 2010 اور 2011 میں بعض لوگوں کو جرمانہ کیا گیا ہے۔

فن لینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

فن لینڈ کے کریمنل کوڈ کے 17 ویں باب کے سیکشن 10 میں مذہب کی بے حرمتی کی سزا کا ذکر موجود ہے جس کے تحت ایسے مجرموں کو چھ ماہ قید کی سزا دی جا سکتی ہے تاہم حالیہ کچھ عرصے سے یہاں بھی اس قانون کو ڈی فیکٹو کر دیا گیا ہے۔

پولینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

پولینڈ (Poland) وسطی یورپ میں واقع ہے۔ یہاں کی 94 فی صد آبادی رومن کیتھولک پر مشتمل ہے۔ باقی 6 فی صد میں دوسرے چھوٹے عیسائی گروپ شامل ہیں۔ پولینڈ میں مذہبی توہین سے متعلق بعض قوانین کا نفاذ ہے۔ پولینڈ کے تعزیری ضابطہ کی دفعہ 196 مذہبی مقدسات

کی توہین سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ

"کوئی بھی ایسا شخص جسے عوام کے بیچ کسی بھی مذہبی مقدس مقام یا کسی بھی مذہبی فرقے کے لیے مقدس چیز کی بہتان طرازی کے ذریعے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا مجرم پایا گیا، تو ایسے شخص پر جرمانہ عائد کیا جائے گا، اس کی آزادی پر پابندی عائد کی جائے گی، یا اسے زیادہ سے دو سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔[23]

اس دفعہ میں اصل توجہ چونکہ مذہبی نظریات، شخصیات یا ذات باری تعالیٰ کے مقابلہ میں مذہبی مقام یا مذہبی چیز پر مرکوز کی گئی ہے اسی وجہ سے اس دفعہ کے تحت درج کیے گئے زیادہ تر مقدمات کا تعلق آرٹ کی مختلف شکلوں میں استعمال کی گئی مذہبی علامتوں کے استعمال سے ہے۔[24]

یونان میں بلاس فیمی کا قانون:

یونان مغربی دنیا کا ایک تسلیم شدہ جمہوریت ہے اور طویل مدت سے یورپی یونین کا ممبر ہے۔ یونان میں اکثریتی آبادی آرتھوڈکس عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ مسلمان کل آبادی کا 1.3 فیصد اور باقی آبادی میں بہت حد تک یہودی، رومن کیتھولک اور دوسرے عیسائی فرقے شامل ہیں۔

2019 سے قبل یونان میں بھی مذہبی توہین اور شتم سے متعلق قوانین موجود تھے۔ یونان کے تعزیری ضابطہ میں آرٹیکل 198 اور 199 کی دفعہ 7 کے تحت مذہبی توہین سے متعلق دفعات شامل ہیں۔ ان دفعات کا عنوان ہے "مذہبی امن کے خلاف جرائم" اس کی دفعہ 198 کے تحت خدا کے خلاف کسی بھی طرح کی توہین جو عوام کے درمیان میں کی گئی ہو اور جس کا مقصد بغض پر مبنی ہو، کے لیے زیادہ سے زیادہ دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔[25]

اسی طرح دفعہ 199 کے مطابق خدا یا خدا کی شان کے برخلاف تسلیم شدہ مذاہب پر مرتکز ہے اور اس کے تحت ایسے کسی بھی شخص کے لیے جو آرتھوڈوکس چرچ یا یونان کے اندر کسی بھی مذہب کی عوام کے درمیان توہین کرتا ہے اور جس کا مقصد بغض پر مبنی ہو، تو اس کے لیے دو سال کی سزا تجویز کی گئی۔[26]

مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق چند اسلامی ممالک کے قوانین کا جائزہ:

دینی مقدسات کی توہین کے بارے میں تعزیری قوانین ہر ملک اور معاشرے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے نہایت ضروری ہیں لیکن اسلامی ممالک میں ایسے قوانین کا نافذ کرنا اسلامی ریاست کی شرعی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں آزادی اظہار رائے کے نام پر موجود مختلف بین الاقوامی تنظیمیں ان قوانین کو ختم کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ اسلامی ممالک میں افغانستان، پاکستان، سعودی عرب، ایران، الجیریا، مصر، انڈونیشیا، ملائیشیا، نائیجریا، اردن، کویت، قطر، ترکی، متحدہ عرب امارات، یمن اور دیگر کئی ممالک میں اس طرح کے قوانین موجود ہیں۔

دینی مقدسات کی حرمت سے متعلق پاکستانی قوانین کا مختصر جائزہ

پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں توہین مذہب بالخصوص توہین رسالت سے متعلق سخت قوانین موجود ہیں۔ پاکستان میں موجود توہین مذہب کے قوانین کی بنیاد پاکستان بننے سے پہلے کے قوانین ہیں جو برطانوی سامراج کے دور میں بنائے گئے تھے۔ تاہم مختلف اوقات میں ان میں ترامیم ہوتی رہی ہیں۔

1898ء میں برصغیر پاک و ہند میں بڑھتے ہوئے مذہبی جرائم کی روک تھام اور ہر قسم کے نسلی، مذہبی اور مسلکی اختلافات ختم کرنے کے لیے برطانوی حکومت نے بعض دفعات قوانین انڈین ضابطہ اخلاق میں شامل کئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان میں ترامیم کا سلسلہ جاری رہا اور 1980 سے لے کر 1986 تک ان میں کئی اور ترامیم کا اضافہ ہوا اور 12 اکتوبر 1986ء کو پارلیمان نے تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ 295-C کا اضافہ کیا جس کی رو سے توہین رسالت کرنے والے مجرم کے لیے پہلی مرتبہ سزائے موت یا عمر قید کی سزا مقرر ہوئی۔

بعد میں وفاقی شرعی عدالت میں ایک پیٹشن دائر کی گئی جس کی سماعت اس وقت کے چیف جسٹس گل محمد خان اور دیگر تین ججز نے کی اور 30 اکتوبر 1990 کو اس کا فیصلہ سناتے ہوئے آئین کی دفعہ 295-C سے "عمر قید" کے الفاظ حذف کر دیئے اور یوں توہین رسالت کے مجرم کی سزا اب صرف سزائے موت برقرار رکھی گئی ہے۔

پاکستان کے علاوہ چند دیگر اسلامی ممالک میں بھی توہین مذہب کے ملزموں کو سزائے موت دی جاسکتی ہے جن میں ایران اور سعودی عرب سرفہرست ہے۔

انڈونیشیا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

انڈونیشیا (Indonesia) جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ایک اسلامی ہے۔ آبادی کے اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ انڈونیشیا کے پینل کوڈ میں صدر سوئیکارنو نے 1965 میں ایک صدراتی آرڈیننس کے ذریعے دفعہ 156(A) متعارف کرایا۔ اس دفعہ 156(A) کی رو سے مذہب کے خلاف گستاخانہ جذبات کا اظہار بلاس فیمی ہے۔ اس دفعہ کے تحت ایسے کسی بھی شخص کو پانچ سال تک کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو، "عوام کے بیچ جان بوجھ کر اس طرح جذبات کا اظہار کرتا ہے یا کوئی ایسی حرکت سرانجام دیتا ہے جو

i) اپنی نوعیت کے لحاظ سے بنیادی طور پر انڈونیشا میں قانونی طور پر تسلیم شدہ کسی بھی مذہب کے ساتھ کسی بھی طرح کی عداوت کا اظہار کرتا ہو، اس کی برائی کرتا ہو، یا اس پر کوئی الزام لگاتا ہو۔

ii) اس کا مقصد کسی فرد کو ایسے مذہب پر عمل کرنے سے روکنا ہو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یقین پر مبنی ہو۔[27]

ملائشیا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

انڈونیشیا کے پڑوس میں واقع ملایئشیا (Malaysia) بھی جنوب مشرقی ایشیا کا ایک اسلامی ملک ہے۔ ملائشیا کا آئین مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے جب کہ اسلام سرکاری مذہب ہے۔

پاکستان کی طرح ملائشیا کے پینل کوڈ میں بھی باب پانزدہم مذہبی جرائم سے متعلق ہے۔ تعزیری ضابطہ کے سیکشن XV کے دفعہ 295 میں مذہبی توہین سے متعلق جرائم کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً کسی عبادت گاہ کی بے حرمتی کرنا، کسی مذہبی اجتماع میں خلل ڈالنا، اور قبرستانوں پر قبضہ کرنا۔ دفعہ 298 اور 298A کے تحت ایسے الفاظ کے بولنے پر ممانعت ہے جن کا مقصد جان بوجھ کر کسی شخص کی مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور عدم رواداری، عدم اتحاد یا دشمنی کے احساسات، نفرت پیدا کرنا، یا تعصب پیدا کرنا ہو۔[28]

ریاستی سطح پر مذہبی توہین اور اسلام کی برائی کرنا خاص طور پر ممنوع ہے، مثال کے طور پر وفاقی خطوں کے شرعی مجرمانہ قانون ایکٹ 1997 (نمبر 559) کے سیکشن III کے مطابق:

(۱) کوئی بھی شخص جو لکھ کر، زبانی یا بصری وسیلہ کے ذریعہ یا کسی بھی دوسرے طریقہ سے

i) مذہب اسلام کی توہین کرتا ہے یا اس کی توہین کرتا ہے یا اس کی توہین کا سبب بنتا ہے۔

ii) مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں یا تقاریب پر ہنستا ہے، ان کی نقل اتارتا ہے یا ان کا مذاق اڑاتا ہے؛

iii) مذہب اسلام سے متعلق کسی بھی ایسے قانون کی توہین کرتا ہے یا اس کی ہتک کرتا ہے جو اس وقت وفاقی خطوں میں لاگو ہے، ایسا شخص جرم کا مرتکب پایا جائے گا اور جرم ثابت ہونے پر اسے جرم ادا کرنا ہو گا جو تین ہزار رنگٹ سے متجاوز نہ ہو گا یا اسے قید میں ڈالا جائے گا جس کی مدت دو سال سے زیادہ نہ ہو گی، یا اس پر دونوں ہی سزائیں لاگو ہوں گی۔[29]

(۲) کوئی بھی ایسا شخص جو اپنے الفاظ یا اپنے کسی عمل سے قرآن یا حدیث کا مذاق اڑاتا ہے، ان کی توہین کرتا ہے، ان پر ہنستا ہے یا ان کی ہتک کا موجب بنتا ہے، جرم کا مرتکب مانا جائے گا اور جرم ثابت ہو جانے پر اسے پانچ ہزار رنگٹ تک جرمانہ ادا ہو گا یا اس کو قید میں ڈالا جائے گا جس کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہو گی یا اس پر دونوں سزائیں لاگو ہوں گی۔[30]

دوسری ریاستوں کے شرعی مجرمانہ قوانین میں بھی اسی طرح کی دفعات شامل ہیں اگرچہ ان میں سے ہر ایک کی سزا اور اس کے نفاذ کا درجہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان قوانین کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے اور اس میں بہت سی دوسری شرعی خلاف ورزیوں کا بھی دھیان رکھا گیا ہے اور ان کا احاطہ کیا گیا ہے، جو اکثر معاملات میں اسلام کی توہین کے زمرے میں آتی ہیں۔[31]

الجیریا میں مذہبی مقدسات کی توہین کے قوانین:

عوامی جمہوریہ الجیریا کی آبادی 99 فیصد سے بھی زیادہ سنی مسلمان ہے۔ آئین کی رو سے اسلام ملک کا سرکاری مذہب ہے۔ الجیریا میں بھی بلاس فیمی کی سزا قید اور جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ فروری 2008ء میں یوسف الرحمانی (عیسائی) اور حامد رمضانی کو توہین اور بے حرمتی مذہب کے جرم میں 3،3 سال قید اور 50،50 ہزار دینار جرمانہ کیا گیا تھا۔[32]

الجیریا کی تعزیری قانون کی دفعہ 144 کے تحت اللہ تعالیٰ یا کسی بھی نبی کی زبانی یا تحریری توہین کرنے یا خاکہ سازی کے ذریعہ توہین کرنے، کسی اعلانیہ یا کسی بھی دوسرے ذریعہ سے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو بدنام کرنے پر کم از کم پانچ سال قید کی سزا اور پچاس ہزار سے لے کے ایک لاکھ دینار تک کا جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔[33]

مصر میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

مصر کے آئین کی رو سے مذہب اسلام کو سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ قانون سازی کے بنیادی ماخذ اسلامی شریعت کے اصول و قوانین ہیں۔ ایجوکیشن ایکٹ 1981ء کی رو سے سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم لازمی ہے۔ مصر کے قانون العقوبات المصری (Egyptian Penal Code) کے مطابق بلاس فیمی کی سزا حسب ذیل ہے۔

مصری پینل کوڈ کے دفعہ 98 (ف) EPC, 98-F کا تعلق مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ جرائم سے ہے۔ اس قانون کی رو سے مذہبی مقدسات کی توہین پر حسب ذیل سزا کا اطلاق ہوتا ہے؛

"ہر شخص پر ایسی قید و حراست جو 6 ماہ سے کم نہ ہو اور 5 سال سے زائد نہ ہو اور جرمانہ جو پانچ سو پاونڈ سے کم نہ ہو اور ایک ہزار پاونڈ

سے زیادہ نہ ہو عائد کی جائے گی، جو مذہب کے خلاف پروپیگنڈا میں تحریری یا تقریری یا کسی اور ذریعے سے تصادم، لڑائی جھگڑے اور اشتعال انگیزی کی خاطر مذہب یا کسی طبقہ کے جذبات کی تحقیر و توہین کرے گا یا قومی وحدت کو پارہ پارہ کرے گا۔"[34]

اس قانون کی رو سے کسی بھی آسمانی مذہب کی توہین یا اس کو برا کہنے کو، قومی اتحاد اور سماجی ہم آہنگی کو سبوتاژ کرنے یا اشتعال انگیزی پیدا کرنے لیے مذہب کے استعمال کو ایک مجرمانہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

مصری پینل کوڈ (EPC) کی دوسری دفعات میں مذہبی مقدسات کی توہین کی مختلف صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، آرٹیکل 160 کے تحت مذہبی عمارتوں، مقامات، علامات، عیسائی قبرستان، مسلمانوں کے قبرستان کو برباد کرنے، توڑ پھوڑ کرنے، ان کی بے حرمتی کرنے یا مذہبی رسومات میں خلل ڈالنے پر سزا دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 161 کے تحت حکومت سے منظور شدہ کسی بھی آسمانی مذہب (جیسے اسلام، یہودیت اور عیسائیت وغیرہ) کے خلاف جان بوجھ کر توہین پر مبنی مواد کی اشاعت اور عوام الناس میں اس کی تقسیم پر ممانعت ہے۔ اسی آرٹیکل کے تحت عوام کے درمیان مذہبی رسومات کا مذاق اڑانا بھی ایک قانونی جرم ہے۔ آرٹیکل 176 کے تحت لوگوں کو ورغلانے یا کسی بھی مذہبی فرقہ کی توہین کرنے یا اس کے خلاف نفرت پھیلانے پر سزا کا اطلاق ہوتا ہے۔[35]

متحدہ عرب امارات میں بلاس فیمی کی سزا:

متحدہ عرب امارات (UAE) کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور ملک کی آبادی کا 85 فیصد سنی مسلمان جبکہ باقی شیعہ ہیں۔ متحدہ عرب امارات میں دو قسم کی عدالتیں قائم ہیں۔ سیکولر اور شرعی عدالتیں۔ شرعی عدالتیں سپریم کورٹ آف متحدہ عرب امارات کو جواب دہ ہوتی ہیں۔ توہین رسالت کے فیصلے شرعی عدالتوں میں نمٹائے جاتے ہیں۔ دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی توہین مذاہب کی سزا قید و جرمانہ ہیں۔

متحدہ عرب امارت کے ضابطہ تعزیرات میں باب پنجم دینی شعائر اور عقائد سے متعلقہ جرائم کے بارے میں ہے۔ اس باب کا نام ہے: "الجرائم الماسة بالعقائد والشعائر الدينية". اس باب کی دفعات 312، 315، مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ جرائم کے بارے میں ہیں جبکہ دفعہ 316 مقامات تدفین کی حرمت سے متعلق ہے۔ ذیل میں دفعات 312 اور 315 کا عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ کیجئے:

المادة 312: يعاقب بالحبس وبالغرامة أو بإحدى هاتين العقوبتين كل من ارتكب جريمة من الجرائم الآتية:

1. الإساءة إلى أحد المقدسات أو الشعائر الإسلامية
2. سب أحد الأديان السماوية المعترف بها
3. تحسين المعصية أو الحض عليها أو الترويج لها أو إتيان أي أمر من شأنه الإغراء على ارتكابها
4. أكل المسلم لحم الخنزير مع علمه بذلك

فان وقعت إحدى هذه الجرائم علنا كانت العقوبة الحبس الذي لا يقل عن سنة أو الغرامة."[36]

ترجمہ: "ہر ایسا شخص جو درج ذیل جرائم میں سے کسی ایک کا بھی مرتکب ہو، اسے کم از کم ایک سال قید یا جرمانہ کی دی جاسکتی ہے:

1. اگر وہ مقدسات یا اسلامی شعائر میں سے کسی کی توہین کا مرتکب ہو۔
2. تسلیم شدہ آسمانی ادیان میں سے کسی کو گالی دینے کا مرتکب ہو۔
3. کسی گناہ یا معصیت کے کام کی تحسین کرے، اس پر لوگوں کو ابھارے یا اس کی ترویج کرے۔

4. کوئی مسلمان جانتے ہوئے خنزیر کا گوشت کھائے۔"

المادة315: "يعاقب بالحبس وبالغرامة أو بإحدى هاتين العقوبتين كل من أساء إلى إحدى المقدسات أو الشعائر المقررة في الأديان الأخرى متى كانت هذه المقدسات والشعائر مصونة وفقا لأحكام الشريعة الإسلامية."[37]

ترجمہ: "ہر ایسے شخص کو جو دیگر ادیان کے مقررہ شعائر یا مقدسات میں سے کسی کی توہین کا مرتکب ہو، قید، جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی، جب تک یہ مقدسات اور شعائر اسلامی شریعت کی رو سے محفوظ تصور کیے جاتے ہوں۔"

سعودی عرب میں گستاخ رسول کی سزا:

سعودی عرب کی تقریباً سو فیصد آبادی مسلمان ہے۔ یہاں کوئی مقررہ تحریری ضابطہ تعزیرات موجود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کی روشنی میں عدالتیں ان جرائم کا فیصلہ کرتی ہیں۔ سعودی پینل کوڈ حنبلی مکتبہ فکر کے تحت بنائے گئے شرعی قوانین، فتاویٰ اور شاہی فرمانوں اور ان کے تحت وقتاً فوقتاً بنائے جانے والے ذیلی ضوابط کا مجموعہ ہے۔ ان قوانین کی رو سے توہین مذہب حدود کے دائرے میں آتا ہے۔ جرم کی سنگینی کے اعتبار سے جرمانے، کوڑوں، قید اور بعض صورتوں میں موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔ حد ارتداد اور محاربہ کی بنیاد پر شاتم رسول کو قتل کی سزا دی جاتی ہے۔[38]

اسلامی جمہوریہ ایران میں شاتم رسول کی سزا:

ایران کی ننانوے فیصد آبادی مسلمان ہے اور ملک میں سرکاری سطح پر شرعی قوانین کا مآخذ فقہ جعفریہ ہے۔ 2012ء سے قبل ایرانی پینل کوڈ میں مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق کوئی علیحدہ شق نہیں تھی، بلکہ اسلامی حکومت کی مخالفت اور توہین مذہب جیسے واقعات میں "مفسد فی الارض" کے قانون کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاتی تھیں:

۱۔ سر قلم کرنا ۲۔ سولی دینا ۳۔ داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹنا ۴۔ ملک بدری۔[39]

2012ء میں ایرانی مجموعہ تعزیرات میں بعض ترامیم منظور کی گئیں۔ نئے پینل کوڈ کی کتاب دوم، باب پنجم "ساب النبی" کے نام سے ہے۔ اس باب کی دفعہ 262 کی رو سے کوئی بھی ایسا شخص جو پیغمبر اسلام کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسا شخص "ساب النبی" کہلائے گا اور اس کی سزا قتل ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ اگر کوئی شیعہ مسلک کے بارہ ائمہ یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کسی کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا بھی قتل مقرر کی گئی ہے۔[40]

افغانستان میں قانونِ ناموسِ رسالت کی سزا قتل:

افغانستان میں توہین رسالت کے خلاف شرعی احکامات کی پیروی کی جاتی ہے۔ آئین کی رو سے 18 سال سے زیادہ عمر کا مرد یا عورت صحیح العقل ہونے کے باوجود گستاخی اور بے حرمتی کا ارتکاب کرے اور اس فعل شنیع سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہ ہو تو اسے پھانسی کی سزا دی جائے گی۔[41]

بنگلہ دیش میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

1971 میں پاکستان سے الگ ہونے والے ملک بنگلہ دیش آبادی کے لحاظ مسلم دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ یہاں تراسی فیصد آباد مسلمان ہے۔ انیس سو ترانوے میں جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے ایک قانونی بل پارلیمنٹ میں پیش کیا جس کے تحت قرآن کریم اور رسول ﷺ کی توہین پر عمر قید اور موت کی سزا تجویز کی گئی۔ لیکن یہ بل مسترد ہو گیا۔ اس وقت بنگلہ دیش پینل کوڈ (1860) کے باب نمبر پندرہ کی رو سے توہین مذہب پر پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا مقرر ہے۔ پینل کوڈ کے باب نمبر پندرہ کی دفعہ 295A کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

"جو کوئی بھی قصداً اور بدنیتی کی غرض سے بنگلہ دیش کے کسی بھی گروہ کے مذہبی جذبات و احساسات کی توہین اور تذلیل کرے گا چاہے زبان سے ہو، اشاروں یا نمونہ وغیرہ سے ہو یا کسی گروہ کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی کوشش کرے گا وہ قید کا سزاوار ہو گا جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں (قید اور جرمانہ) سزائیں دی جائیں گی۔"[42]

نائیجیریا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

نائیجیریا کی چھتیس ریاستوں میں سے بارہ ریاستیں سنی مسلمان ہیں۔ ملک میں دو قسم کی عدالتیں؛ شرعی اور سیکولر عدالتیں قائم ہیں۔ نائیجیرین کریمنل کوڈ کے دفعہ 204 میں بلاس فیمی کی سزا دو سال قید ہے۔ دفعہ حسب ذیل ہے؛

"جو کوئی بھی ایسا کام کرے گا جو کسی بھی طبقہ کے لوگوں یا مذہب کی توہین شمار کی جائے گی اور اس نیت و ارادے سے کہ ان کے ذاتی اور مذہبی جذبات مجروح ہو جائیں یا ایسی غیر قانونی حرکت جو باوجود اس علم کے کہ اس سے کسی کے احساسات متاثر ہوں گے کا ارتکاب کرے گا تو اسے دو سال قید کی سزا سنائی جائے گی۔[43]

مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق یورپی ممالک اور اسلامی ممالک میں موجود تعزیراتی دفعات کا مطالعہ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ اسلامی ممالک میں موجود قوانین نہ صرف اسلامی مقدسات کی حرمت کے تحفظ کے لیے ہے بلکہ یہ قوانین تمام مذاہب بالخصوص اسلام، یہودیت اور عیسائیت کے دینی مقدسات کا تحفظ کرتی ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں مغربی ممالک میں موجود قوانین صرف عیسائیت اور چرچ کی حرمت سے متعلق ہیں۔

اقوام متحدہ کے قراردادوں کی روشنی میں قانون توہین مذاہب

اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء میں بنی نوع انسان کے مساویانہ اور ناقابلِ تغیر حقوق کے ساتھ ساتھ بنیادی آزادی کے دفعات ذکر کئے ہیں اور انسانی حقوق کی حفاظت کو دنیا کی آزادی اور امن کا ضامن بتایا ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 18 اور دفعہ 19 ان ہی حقوق کے حوالے سے ہیں:

دفعہ 18: "ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق حاصل ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک یا نجی طور پر تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسوم پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔"[44]

دفعہ 19: "ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے بغیر ملکی سرحدوں کا خیال کئے علم اور خیالات کی تلاش کرے، انہیں حاصل کرے اور ان کی تبلیغ کرے۔"[45]

اسلام اقوام متحدہ کے چارٹر میں موجود اس اظہار رائے کی آزادی کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ بشرط یہ کہ اس کا غلط استعمال نہ ہو اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اس میں نہ ہو لیکن آزادی قلم اور حریتِ بیان کا یہ مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ کسی دوسرے فرد کی عزت، ساکھ، معاشرتی مقام اور کردار کو نشانہ بنا کر معاشرے میں افراتفری اور بے چینی کی فضا ہموار کرے۔ اسلام میں ہر شخص کو اپنی پسند اور اپنے ضمیر کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کی

کوشش کرے۔

اقوام متحدہ کے اسی عالمی منشور میں مذکورہ آزادی مطلقاً آزادی نہیں ہے بلکہ اس آزادی کا استعمال چند حدود و قیود میں رہ کر کرنا پڑتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے دفعہ 29 میں اسی حقیقت کا ذکر حسبِ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے؛

"اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امنِ عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔ یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔"[46]

کسی بھی معاشرے میں مفاہمت، رواداری، دوستانہ ماحول اور امن وامن کی فضا برقرار رکھنا اقوام متحدہ کی عالمی منشور کا مقصد ہے چنانچہ اس منشور کی دفعہ 26- (2) کی رو سے تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی، وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔[47]

معاشرے میں ایسا ماحول برقرار رکھنے کے لیے تمام افراد معاشرہ کی عزت واحترام کا پاس رکھنا اور ان کے آراء کا احترام کرنا ضروری ہے۔ لیکن موجودہ دور میں آئے روز مغرب کی جانب سے مسلمانوں کو ملی ہوئی مذہبی آزادی کی نہ صرف خلاف ورزی ہوتی ہے، بلکہ اسے آزادیٔ رائے کی ضمن میں حقوق انسانیت کا حصہ شمار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گستاخانہ خاکوں کی نشرواشاعت، شان رسالت کی گستاخی میں فلم بندیاں اور دوسرے کئی طریقوں سے مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔

لہٰذا کسی معین فرقے یا گروہ کے دینی مقدسات کو نشانہ بنا کر گستاخی کرنا اور مذہبی تعصب کے بل بوتے پر معاشرے میں تنافر پھیلانا حقوق انسانی کے متفقہ قراردادوں کی خلاف ورزی ہے۔ انہی اصول کی روشنی میں عرب لیگ نے ایک قرارداد منظور کی، جس میں آزادیٔ رائے کی چھوٹ دی گئی، لیکن انبیاء کرام اور شرعی امور کی شان میں گستاخی کرنا قانونی جرم اور حقوق انسانی کی مکمل خلاف ورزی قرار دی گئی۔[48]

خاتمہ

قدیم زمانے سے دنیا میں مقدسات کی حرمت واحترام انسانی روح و قلب میں رچی بسی ہے۔ کوئی بھی شخص جس چیز کو مقدس اور محترم سمجھتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی سننا اور پڑھنا نہیں چاہتا۔ اس لحاظ سے ہر انسان کے اندر ایسے جذبات پنہاں ہوتے ہیں اور اس کا جذباتی میلان کسی خاص جگہ شخص یا چیز کی طرف ہوتا ہے اور وہ اس کے خلاف کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ان جذباتی مقدسات میں اولین مذہب یا مذہبی شخصیات یا مقامات ہوتے ہیں اسی لیے دنیا کے مختلف مغربی اور مشرقی ممالک میں اس حوالے سے قرون ماضیہ سے ہی قانون سازی کی گئی ہے۔ زیر بحث مقالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی بلاس فیمی کا قانون تواتر سے چلا آرہا ہے، جبکہ ایسے ممالک جہاں مسیحی اور عیسائیوں کی کثرت یا حکومت رہی ہے وہاں بلاس فیمی کے قانون اس قدر سخت اور سفاقانہ تھے کہ شاید انسان ان کا تصور بھی نہ کر سکے۔

آزادی رائے یا اظہار رائے کی آزادی اسی حد تک جائز ہے جب وہ آزادی کسی اور کے لیے زحمت مصیبت یا مشکل نہ پیدا کرے، اگر ایک کی آزادی دوسرے کی غلامی کو جنم دے تو ایسی آزادی بذات خود مذموم ہے، دور حاضر میں بعض مغربی ممالک میں اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں

بلاس فیمی کے قانون میں تبدیلی کرتے ہوئے اسے نرم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے ایک طرف انسانی حقوق کے قانون میں بہتری آئی ہے لیکن دوسری طرف اس اظہار رائے کی آزادی نے توہین مقدسات کے دروازے بھی کھول دیے ہیں، جن کا سہارا لیتے ہوئے مغرب میں مسلمانوں کے مقدسات کی توہین اور مذہبی شخصیات کے خلاف ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں کو سخت تکلیف دی ہے اور امن عامہ کی صورت حال بہت خراب ہوئی ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ بین الاقوامی طور پر ایسے قوانین وضع کیے جائیں جن میں مشترکہ طور پر ہر مذہب کے مقدسات کی حفاظت اور عزت و حرمت کو لازم قرار دیا جائے تاکہ کسی بھی وقت کسی بھی سوسائٹی میں کسی بھی اقلیت یا اکثریت کے ساتھ ایسا جذباتی برتاؤ سامنے نہ آئے جس سے حالات جنگ و جدل اور خون خرابے کی طرف جائیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] Stellar House Publishing, *Blasphemy laws around the world*, available on http://freethoughtnation.com/blasphemy-laws-around-the-world/ (visited on 10-09-2020)

[2] Ibid

[3] Halsbury, Laws of England, Butter words, London , 1975, Edition 4th. 11:576

[4] Blasphemy law in the United Kingdom, Wikipedia.org, available on https://en.wikipedia.org/wiki/Blasphemy_law_in_the_United_Kingdom (accessed on 10-10-2020)

[5] Jojn Bowker, The Concise Oxford Dictionary of World Religions, Oxford University Press London 2005. P 90

[6] ندوی، سید ابوالحسن علی۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر۔ ص220

Nadvi, Syed Abul Hasan Ali, Insani Dunya par Muslmano ke Urooj o Zawal ka Asar, p.220

[7] ایضاً۔ ص221۔

Ibid, p221.

[8] End Blasphemy Laws, https://end-blasphemy-laws.org/countries/oceania/new-zealand/ [accessed June 19, 2021]

9wikipedia.org,www.eng.wikipedia.org/wiki/blasphemy-law-in-the-united-kingdom.

[accessed June 19, 2021]

[10] Peter, Murphy and others, Blackstone's Criminal Practice 1995, Blackstone Press, Indiana University, New Your 1995. P 653

[11] اسماعیل قریشی، ناموسِ رسول ﷺ اور قانونِ توہینِ رسالت، الفیصل ناشران وتاجران، لاہور پاکستان، 2008۔ ص228۔

Quraisi, Ismail, Namoos-e-Risalat aur Qanoon Tawheen Risalat, Al Faisal Publishers Lahore, Pakistan2008 p.228

[12] Temperman, Jeroen; Koltay, András (2017). *Blasphemy and Freedom of Expression: Comparative, Theoretical and Historical Reflections after the Charlie Hebdo Massacre*. Cambridge: Cambridge University Press. p. 597. ISBN 9781108267991. Retrieved 7 June 2018.

[13] Freedman, Samuel G. (20 March 2009). "A Man's Existentialism, Construed as Blasphemy". The New York Times. Retrieved 4 September 2009.

[14] Centre for inquiry Canada, /Blasphemy Laws Still Exist in the United States, available at http://centreforinquiry.ca/blasphemy-laws-still-exist-in-the-united-states [Accessed 5th July, 2021]

[15] قریشی، اسماعیل، ناموس رسالت۔ ص240۔

Quraisi, Ismail, Namoos-e-Risalat, p.240.

[16] General Laws, *Commonwealth of Massachusetts*, available at www.malegislature.gov/laws/generallaws. Accessed 5th Nov, 2020

[17]Maryland Criminal Law and Motor Vehicle Handbook (Longwood: Gould Publications, 2002), Art. 27, section 20. Blasphemy.

[18] History of Irish Blasphemy Law, http://www.blasphemy.ie/history-of-irish-blasphemy-law/ accessed Nov 19, 2020

[19] Crimes Act 1961—Section 123. www.legislation.govt.nz Nov 12, 2020

[20] End Blasphemy laws.org, available at https://end-blasphemy-laws.org/2019/03/congratulations-new-zealand-seventh-country-repeal-blasphemy-since-2015/ [accessed 25 Dec 2020]

[21] Criminal Code of Canada. Available on www.laws lois.justice.ge.ca, visited on 01-01-2015

[22] The Criminal Code of Austria, Section 188. Available at http://www.legislationline.org/documents/section/criminal-codes [accessed 25 Dec 20]

[23] European Commission for Democracy Through Law (Venice Commission), *Annexe II: Analysis of the Domestic Law Concerning Blasphemy, Religious Insult and Inciting Religious Hatred in Poland, Romania, Turkey, United Kingdom, on the Basis of Replies to a Questionnaire* (Strasbourg: Council of Europe, 2008), 72, available at http://www.venice.coe.int/docs/2008/CDL-AD%282008%29026add2-bil.asp (visited on 15-11-2015)

[24] Jo-Aenan, Prodhom, A Freedom House Special Report, Poland, Page 102

[25] Freedom House, *Policing Belief: The Impact of Blasphemy Laws on Human Rights - Greece*, 21 October 2010, available at: https://www.refworld.org/docid/4d5a700bc.html [accessed 31 December 2020]

[26] Ibdi.

[27] ndonesia: Penal Code [Indonesia], 27 February 1982, available at: https://www.refworld.org/docid/3ffc09ae2.html [accessed 31 December 2020]

[28] Penal Code of Malaysia, Act 574, incorporating all amendments up to January 1, 2006, available at http://www.agc.gov.my/agc/Akta/Vol.%2012/Act%20574.pdf

[29] Shariah Criminal Offences (Federal Territories), Act 559, 1997, incorporating all amendments through January 1, 2006, available at http://www.mylawyer.com.my/law/Syariah_Criminal_Offences_Federal_Territories_Act.php [accessed 25 December 2020]

[30] Ibid

[31] A Freedom House Special Report, Malaysia, Year 2013, Page 9, also available online on https://freedomhouse.org/country/malaysia [accessed 25 December 2020]

[32] 2008 Human Rights Report2008 Country Reports on Human Rights Practices: Algeria. Available on http://www.state.gov/j/drl/rls/hrrpt/2008/nea/119112.htm , [accessed 25 December 2020]
[33] Constitution of Algeria, 1996, available at http://www.algeria-un.org/default.asp?doc=-c1p1. [accessed 25 December 2020]
[3434] *Egypt: Penal Code* [Egypt], No. 58 of 1937, August 1937, available at: https://www.refworld.org/docid/3f827fc44.html [accessed 27 December 2020]
[35] *Egypt: Penal Code* [Egypt], No. 58 of 1937, August 1937, Article: 160,161,176; available at: https://www.refworld.org/docid/3f827fc44.html [accessed 27 December 2020]

[36] قانون العقوبات لدولة الامارات العربیۃ المتحدۃ، المادۃ312، آن لائن دیکھنے کے لیے ملاحظہ کریں۔

Penal code of the United Arab Emirates Article312
http://mublegal.com/wp-content/uploads/2014/07/Federal-law-penal-code.pdf

[37] ایضاً، دفعہ:315

Ibid, Article:315
[38] Interent, available on https://selfscholar.wordpress.com/2012/12/19/blasphemy-laws-in-the-middle-east/ [accessed Nov 10, 2020]
[39] Islamic Republic's Penal Code, Section # 202
[40] New Islamic Penal Code of Iran, Book II, Article 262, available at http://end-blasphemy-laws.org/countries/middle-east-and-north-africa/iran/ [accessed 26 December 2020]
[41] 2008 Report on International Religious Freedom-Afghanistan. www.unchr.org [accessed 25 December 2020]
[42] The Penal Code 1860 of Bangladesh (Act XLV of 1860). Available at http://bdlaws.minlaw.gov.bd/act-11.html [accessed Nov 15, 2020]
[43] The Criminal Code of Nigeria, Available at https://lawsofnigeria.placng.org/laws/C38.pdf [accessed Nov 15, 2020]

[44] دفعہ 18، انسانی حقوق کا عالمی منشور،

https://ia800304.us.archive.org/32/items/UniversalDeclarationOfHumanRights-Urdu/urd.pdf [accessed Nov 2019]

[45] ایضاً، دفعہ 18

Ibid Article;18

[46] دفعہ 29، انسانی حقوق کا عالمی منشور۔ محکمہ اطلاعات عامہ، اقوام متحدہ، نیویارک

Universal Declaration of Human Rights- Urdu, available at https://www.ohchr.org/EN/UDHR/Documents/UDHR_Translations/urd.pdf [accessed 25 December 2020]

[47] حوالہ بالا، دفعہ 26-2

Ibid.Article:2-26

[48] اعلامیہ عرب لیگ، نمبر:5427، سال1994

Declaration Arab League, No 5427, Year 1997. Available at https://www.refworld.org/docid/3ae6b38540.html Dec,2 ,2020]